دین اور شریعت

برادران اسلام! مذہب کی باتوں میں آپ اکثر دو لفظ سُنا کرتے ہیں، اور بولتے بھی ہیں۔ ایک دین۔ دوسرے شریعت۔ لیکن آپ میں سے بہت کم آدمی ہیں جن کو یہ معلوم ہوگا کہ دین کے کیا معنی ہیں اور شریعت کا کیا مطلب ہے۔ بے پڑھے لکھے تو خیر مجبور ہیں۔ اچھے خاصے تعلیم یافتہ آدمی، بلکہ بہت سے مولوی بھی یہ نہیں جانتے کہ ان دونوں لفظوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب کیا ہے، اور ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اس ناواقفیت کی وجہ سے اکثر دین کو شریعت سے اور شریعت کو دین سے گڈمڈ کر دیا جاتا ہے، اور اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آج میں بہت سادہ الفاظ میں آپ کو ان کا مطلب سمجھاتا ہوں۔

دین کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی عزت، حکومت، سلطنت، بادشاہی اور فرمانروائی کے ہیں۔ دوسرے معنی اس کے بالکل برعکس ہیں، یعنی ذلت، اطاعت، غلامی، تابعداری اور بندگی۔ تیسرے معنی حساب کرنے، اور فیصلہ کرنے، اور اعمال کی جزا و سزا دینے کے ہیں۔ قرآن شریف میں لفظ دین انہی تین معنوں میں آیا ہے۔ فرمایا:-

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔

یعنی خدا کے نزدیک دین بس وہی ہے جس میں انسان صرف اللہ کو عزت والا مانے، اور اس کے سوا کسی کے آگے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ صرف اللہ کو آقا اور مالک اور سلطان سمجھے اور اس کے سوا کسی کا غلام، فرمان بردار اور تابعدار بن کر نہ رہے۔ صرف اللہ کو حساب کرنے اور جزا و سزا

دینے والا سمجھے، اور اس کے سوا کسی کے حساب سے نہ ڈرے، کسی کی جزا کا لالچ نہ کرے اور کسی کی سزا کا خوف نہ کھائے۔ اسی دین کا نام "اسلام" ہے۔ اگر اس کو چھوڑ کر آدمی نے کسی اور کو اصلی عزت والا، اصلی حاکم، اصلی بادشاہ اور مالک، اصلی جزاو سزا دینے والا سمجھا اور اس کے سامنے ذلت سے سر جھکایا، اس کی بندگی اور غلامی کی، اس کا حکم مانا، اور اس کی جزا کا لالچ اور سزا کا خوف کھایا، تو یہ جھوٹا دین ہوگا، اللہ ایسے دین کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا، کیونکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ خدا کے سوا کوئی دوسری ہستی اس تمام کائنات میں اصلی عزت والی نہیں ہے، نہ کسی اور کی سلطنت اور بادشاہی ہے، نہ کسی اور کی غلامی اور بندگی کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے، نہ اس مالک حقیقی کے سوا کوئی اور جزاو سزا دینے والا ہے۔ یہی بات دوسری آیتوں میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے:۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۔

یعنی جو شخص خدا کی سلطانی اور پادشاہی کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مالک اور حاکم مانے گا اور اس کی بندگی اور غلامی اختیار کرے گا، اور اس کو جزاو سزا دینے والا سمجھے گا، اس کے دین کو خدا ہرگز قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ ۔

انسانوں کو تو خدا نے اپنا بندہ بنایا ہے، اور اپنے سوا کسی اور کی بندگی کا حکم ہی نہیں دیا ہے ان کا تو فرض یہ ہے کہ سب طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کے لیے اپنے دین یعنی اپنی اطاعت اور غلامی کو مخصوص کر دیں، اور یکسو ہو کر صرف اسی کی بندگی کریں، اور صرف اسی کے حساب سے ڈریں۔

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۔

کیا انسان خدا کے سوا کسی اور کی غلامی اور فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے، حالانکہ زمین اور

آسمان کی ساری چیزیں صرف خدا کی غلام اور فرمانبردار ہیں، اور ان ساری چیزوں کو اپنے حساب کتاب کے لیے خدا کے سوا کسی اور کی طرف نہیں جانا ہے؟ کیا انسان زمین اور آسمان کی ساری کائنات کے خلاف ایک نرالا راستہ اپنے لیے نکالنا چاہتا ہے؟

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

اللہ نے اپنے رسول کو سچے دین کا علم دے کر اسی لیے بھیجا ہے کہ وہ سارے جھوٹے خداؤں کی خدائی ختم کر دے، اور انسان کو ایسا آزاد کرے کہ وہ خداوندِ عالم کے سوا کسی کا بندہ بن کر نہ رہے، چاہے کفار و مشرکین اسی پر اپنی جہالت سے کتنی ہی واویلا مچائیں، اور کتنی ہی ناک بھوں چڑھائیں۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

اور تم جنگ کرو اس لیے کہ دنیا سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے، اور دنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے، خدا ہی کی بادشاہی تسلیم کی جائے، اور انسان صرف اسی کی بندگی کرے۔

اس تشریح سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ دین کے کیا معنی ہیں:

خدا کو آقا اور مالک اور حاکم ماننا۔

خدا ہی کی غلامی، بندگی اور تابعداری کرنا۔

اور خدا کے حساب سے ڈرنا، اسکی سزا کا خوف کھانا، اور اسی کی جزا کا لالچ کرنا۔

پھر چونکہ خدا کا حکم انسانوں کو اسکی کتاب اور اسکے رسول کے ذریعہ ہی سے پہنچتا ہے، اسلیے رسول کو خدا کا رسول اور کتاب کو خدا کی کتاب ماننا اور اسکی اطاعت کرنا بھی دین ہی میں داخل ہے، جیسا کہ فرمایا:

یَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۔

یعنی "اے بنی آدم - جب میرے رسول تمہارے پاس میرے احکام لیکر آئیں تو جو شخص تم میں سے ان احکام کو مان کر پرہیزگاری اختیار کریگا اور انکے مطابق اپنے عمل درست کریگا اسکے لیے ڈر اور رنج کی کوئی بات نہیں ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ براہ راست ہر انسان کے پاس اپنے احکام نہیں بھیجتا بلکہ اپنے رسولوں کے واسطہ سے بھیجتا ہے، اسلیے جو شخص اللہ کو حاکم مانتا ہو، وہ اسکی فرمانبرداری صرف اسی طرح کر سکتا ہے کہ اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے، اور رسول کے ذریعہ سے جو احکام آئیں، ان کی اطاعت کرے - اسی کا نام دین ہے -

اب میں آپکو بتاؤنگا کہ شریعت کسے کہتے ہیں - شریعت کے معنی طریقے اور راستے کے ہیں - جب تم نے خدا کو حاکم مان لیا، اور اسکی بندگی قبول کر لی، اور یہ تسلیم کر لیا کہ رسول اسی کیطرف سے حاکم مجاز ہے، اور کتاب اسی کی طرف سے ہے، تو تم دین میں داخل ہو گئے - اسکے بعد تم کو جس طریقے سے خدا کی بندگی کرنی ہے، اور اسکی فرمانبرداری میں جس راستہ پر چلنا ہے اس کا نام شریعت ہے - یہ طریقہ اور راستہ بھی خدا اپنے رسول ہی کے ذریعہ سے بتاتا ہے - وہی یہ سکھاتا ہے کہ اپنے مالک کی عبادت اس طرح کرو، طہارت اور پاکیزگی کا یہ طریقہ ہے، نیکی اور تقویٰ کا یہ راستہ ہے، حقوق اس طرح ادا کرنے چاہییں، معاملات یوں انجام دینے چاہییں، اور زندگی اس طرح بسر کرنی چاہیے - لیکن فرق یہ ہے کہ دین ہمیشہ سے ایک تھا، ایک ہی رہا اور اب بھی ایک ہی ہے - مگر شریعتیں بہت سی آئیں، بہت سی منسوخ ہوئیں، بہت سی بدلی گئیں، اور کبھی ان کے بدلنے سے دین نہیں بدلا - حضرت نوحؑ کا دین بھی وہی تھا جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا، حضرت موسیٰؑ کا تھا،

حضرت شعیبؑ، اور حضرت صالحؑ، اور حضرت ہودؑ کا تھا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مگر شریعتیں ان سب کی کچھ نہ کچھ مختلف رہی ہیں۔ نماز اور روزے کے طریقے کسی میں کچھ تھے اور کسی میں کچھ۔ حرام اور حلال کے احکام، طہارت کے قاعدے، نکاح اور طلاق اور وراثت کے قانون ہر شریعت میں دوسری شریعت سے کچھ نہ کچھ مختلف رہے ہیں۔ ان کے باوجود سب مسلمان تھے۔ حضرت نوحؑ کے پیرو بھی، حضرت ابراہیمؑ کے پیرو بھی، حضرت موسیٰؑ کے پیرو بھی، اور ہم بھی۔ اسلیے کہ دین سب کا ایک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام میں فرق ہونے سے دین میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ دین ایک ہی رہتا ہے، چاہے اُس پر عمل کرنے کے طریقے مختلف ہوں۔

اس فرق کو یوں سمجھو کہ ایک آقا کے بہت سے نوکر ہیں۔ جو شخص اسکو آقا ہی نہیں مانتا، اور اسکے حکم کو اپنے لیے واجب التعمیل ہی نہیں سمجھتا، وہ تو نافرمان ہے اور نوکری کے دائرے ہی سے خارج ہے۔ اور جو لوگ اس کو آقا تسلیم کرتے ہیں، اسکے حکم کو ماننا اپنا فرض جانتے ہیں، اور اسکی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وہ سب نوکروں کے زمرے میں داخل ہیں۔ نوکری بجالانے اور خدمت کرنیکے طریقے مختلف ہوں تو اس سے ان کے نوکر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آقا نے کسی کو نوکری کا ایک طریقہ بتایا ہے اور دوسرے کو دوسرا طریقہ، تو ایک نوکر کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ میں نوکر ہوں اور وہ نوکر نہیں ہے۔ اسی طرح اگر آقا کا حکم سُن کر ایک نوکر اس کا منشا کچھ سمجھتا ہے، اور دوسرا کچھ اور، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں، تو نوکری میں دونوں برابر ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نے مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہو، اور دوسرے نے صحیح مطلب سمجھا ہو۔ لیکن جب اطاعت دونوں نے کی ہے تو ایک کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ تو نافرمان ہے، یا تجھے آقا کی نوکری ہی سے خارج کر دیا گیا۔

اس مثال سے آپ دین اور شریعت کے فرق کو بڑی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ مختلف رسولوں کے ذریعہ سے مختلف شریعتیں بھیجتا رہا۔ کسی کو نوکری کا ایک طریقہ بتایا اور کسی کو دوسرا طریقہ۔ ان سب طریقوں کے مطابق جن جن لوگوں نے مالک کی اطاعت کی وہ سب مسلمان تھے، اگرچہ انکی نوکری کے طریقے مختلف تھے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آقا نے حکم دیا کہ اب پچھلے طریقوں کو ہم منسوخ کرتے ہیں۔ آئندہ سے جس کو ہماری نوکری کرنی ہو وہ اس طریقے پر نوکری کرے جو اب ہم اپنے آخری دالسرائے کے ذریعے بتاتے ہیں۔ اسکے بعد کسی نوکر کو پچھلے طریقوں پر نوکری کرنے کا حق باقی نہیں رہا، کیونکہ اب اگر وہ نئے طریقے کو نہیں مانتا اور پرانے طریقوں پر چل رہا ہے تو وہ دراصل آقا کا حکم نہیں مانتا بلکہ اپنے دل کا کہا مان رہا ہے، اسلیے وہ نوکری سے خارج ہے، یعنی مذہب کی زبان میں کافر ہو گیا ہے۔

یہ تو پچھلے انبیاء کے ماننے والوں کے لیے ہے۔ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو، تو ان پر اس مثال کا دوسرا حصہ صادق آتا ہے۔ اللہ نے جو شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم کو بھیجی ہے، اسکو خدا کی شریعت ماننے والے، اور واجب التعمیل سمجھنے والے سب کے سب مسلمان ہیں اب اگر اس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے، اور دوسرا کسی اور طرح، اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں، تو چاہے ان کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو، ان میں سے کوئی بھی نوکری سے خارج نہ ہو گا اسلیے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقہ پر چل رہا ہے، یہی سمجھ کر تو چل رہا ہے کہ یہ آقا کا حکم ہے۔ پھر ایک نوکر کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ میں تو نوکر ہوں اور فلاں شخص نوکر نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ بس یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آقا کے حکم کا صحیح مطلب سمجھا، اور اس نے صحیح نہیں سمجھا، مگر وہ اسکو نوکری سے خارج کر دینے کا ہرگز مجاز نہیں ہے۔ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے وہ گویا خود آقا کا منصب اختیار کرتا ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے کہ تو جس طرح آقا کے حکم کو ماننے پر مجبور ہے، اسی طرح میری سمجھ کو بھی ماننے پر مجبور ہے۔ اگر تو میری سمجھ کو نہ مانے گا تو میں اپنے اختیار سے تجھ کو

آقا کی نوکری سے خارج کردونگا۔ غور کرو، یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص کسی مسلمان کو ناحق کافر کہے گا اس کا قول خود اسی پر پلٹ جائیگا" کیونکہ مسلمان کو تو خدا نے اپنے حکم کا غلام بنایا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ نہیں، تم میری سمجھ اور میری رائے کی بھی غلامی کرو، یعنی صرف خدا ہی تمہارا خدا نہیں ہے، بلکہ میں بھی چھوٹا خدا ہوں، اور میرا حکم نہ مانوگے تو میں اپنے اختیار سے تم کو خدا کی بندگی سے خارج کردونگا چاہے خدا خارج کرے یا نہ کرے۔ ایسی بڑی بات جو شخص کہتا ہے اس کے بکنے سے چاہے دوسرا مسلمان کافر ہو یا نہ ہو، مگر وہ خود تو اپنے آپ کو کفر کے خطرے میں ڈال ہی دیتا ہے۔

حاضرین! آپ نے دین اور شریعت کا فرق اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ بندگی کے طریقوں میں اختلاف ہو جانے سے دین میں اختلاف نہیں ہوتا، بشرطیکہ آدمی جس طریقہ پر عمل کرے، نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھ کر عمل کرے کہ خدا اور اس کے رسول نے وہی طریقہ بتایا ہے جس پر وہ عامل ہے۔

اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ دین اور شریعت کے اس فرق کو نہ سمجھنے سے آپ کی جماعت میں کتنی خرابیاں واقع ہو رہی ہیں۔

مسلمانوں میں نماز پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک شخص سینے پر ہاتھ باندھتا ہے دوسرا ناف پر باندھتا ہے۔ ایک شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے۔ دوسرا نہیں پڑھتا۔ ایک شخص آمین زور سے کہتا ہے، دوسرا آہستہ کہتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جس طریقہ پر چل رہا ہے، یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اسلیے نماز کی صورتیں مختلف ہونے کے باوجود دونوں حضور ہی کے پیرو ہیں۔ مگر جن ظالموں نے شریعت کے ان مسائل کو دین سمجھ رکھا ہے انہوں نے محض انہی طریقوں کے اختلاف کو دین کا اختلاف سمجھ لیا، اپنی جماعتیں الگ کرلیں، اپنی مسجدیں

الگ کریں - ایک نے دوسرے کو گالیاں دیں ، مسجدوں سے مار مار کر نکال دیا ، مقدمے بازیاں کیں ، پارٹی بندیاں کیں ، اور رسول اللہ کی امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا -

اس سے بھی لڑنے اور لڑانے والوں کے دل ٹھنڈے نہ ہوئے ، تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک نے دوسرے کو کافر اور فاسق اور گمراہ کہنا شروع کر دیا - ایک شخص قرآن سے یا حدیث سے ایک بات اپنی سمجھ کے مطابق نکالتا ہے ، تو وہ اس کو کافی نہیں سمجھتا کہ جو کچھ اس نے سمجھا ہے اس پر عمل کرے ، بلکہ یہ بھی ضروری سمجھتا ہے کہ دوسروں سے بھی اپنی سمجھ زبردستی تسلیم کرائے ، اور اگر وہ اسے تسلیم نہ کریں تو ان کو خدا کے دین سے خارج کر دے -

آپ مسلمانوں میں حنفی ، شافعی ، اہلِ حدیث وغیرہ جو مختلف مذہب دیکھ رہے ہیں یہ سب قرآن و حدیث کو آخری سند مانتے ہیں اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق وہیں سے احکام نکالتے ہیں - ہو سکتا ہے کہ ایک کی سمجھ صحیح ہو اور دوسرے کی سمجھ غلط ہو - میں بھی ایک طریقہ کا پیرو ہوں ، اور اس کو صحیح سمجھتا ہوں ، اور اسکے خلاف جو لوگ ہیں ان سے بحث بھی کرتا ہوں ، تاکہ جو بات میرے نزدیک صحیح ہے وہ ان کو سمجھاؤں اور جس بات کو میں غلط سمجھتا ہوں اسے غلط ثابت کر دوں - لیکن کسی شخص کی سمجھ کا غلط ہونا اور بات ہے اور اس کا دین سے خارج ہونا دوسری بات - اپنی اپنی سمجھ کے مطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے - اگر دس مسلمان دس مختلف طریقوں پر عمل کریں ، تو جب تک وہ شریعت کو مانتے ہیں ، وہ سب مسلمان ہی ہیں ، ایک ہی امت ہیں ، انکی جماعتیں الگ ہونے کی کوئی وجہ نہیں - مگر جو لوگ اس چیز کو نہیں سمجھتے وہ انہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر فرقے بناتے ہیں ایک دوسرے سے کٹ جاتے ہیں ، اپنی نمازیں اور مسجدیں الگ کر لیتے ہیں ، ایک دوسرے سے شادی بیاہ ، میل جول ، اور ربط ضبط بند کر دیتے ہیں ، اور اپنے اپنے ہم مذہبوں کے جتھے اس طرح بنا لیتے ہیں کہ گویا ہر جتھہ ایک الگ اُمّت ہے -

آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ اس فرقہ بندی سے مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔ کہنے کو مسلمان ایک امت ہیں۔ ہندوستان میں انکی آٹھ نو کروڑ کی تعداد ہے۔ اتنی بڑی جماعت اگر واقعی ایک ہو اور پورے اتفاق کے ساتھ خدا کا کلمہ بلند کرنے کے لیے کام کرے تو دنیا میں کون اتنا دم رکھتا ہے جو اسکو نیچا دکھا سکے۔ مگر حقیقت میں اس فرقہ بندی کی بدولت اس امت کے سینکڑوں ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ انکے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ سخت سے سخت مصیبت کے وقت میں بھی مل کر کھڑے نہیں ہوسکتے۔ ایک فرقے کا مسلمان دوسرے فرقے والوں سے اتنا ہی تعصب رکھتا ہے جتنا ایک یہودی ایک عیسائی سے رکھتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ ایک فرقے والے نے دوسرے فرقے والے کو نیچا دکھانے کے لیے کفار کا ساتھ دیا ہے۔ ایسی حالت میں اگر مسلمانوں کو آپ ہندوستان میں مغلوب دیکھ رہے ہیں تو تعجب نہ کیجیے۔ یہ ان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ ان پر وہ عذاب نازل ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اس طرح بیان کیا ہے کہ

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ یعنی اللہ کے عذاب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ تم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کردے اور تم آپس ہی میں کٹ مرو۔

بھائیو! یہ عذاب جس میں سارے ہندوستان کے مسلمان مبتلا ہیں، اسکے آثار مجھے پنجاب میں سب سے زیادہ نظر آرہے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے فرقوں کی لڑائیاں ہندوستان کے ہر خطہ سے زیادہ ہیں، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پنجاب کی آبادی میں کثیر التعداد ہونے کے باوجود آپکی قوت بے اثر ہے۔ اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہیں تو ان جتھوں کو توڑیے، ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیے، اور ایک امت بن جائیے۔ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسکی بنا پر اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اللہ نے تو صرف ایک امت "مسلم" بنائی تھی۔